© rasailojaraid.com

قسط دوم :-

میر کا سیاسی اور سماجی ماحول

جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب، استاذ تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

گذشتہ سے پیوستہ

دہلی میں قتلِ عام

ایک دن کا واقعہ ہے کہ ایرانی سپاہی شہر میں گشت کرتے پھر رہے تھے، کچھ ناعاقبت اندیش ہندوستانیوں نے افواہ اُڑادی کہ نادرشاہ مارا گیا۔ اب کیا تھا۔ شہر کے کچھ غنڈوں نے اُن پر وار کیا۔ اس وجہ سے شہر میں بدامنی پھیل گئی۔ اور اس ہنگامہ میں سات سو ایرانی مارے گئے[1]۔ جب نادرشاہ کو اس حادثہ کی خبر پہونچی تو اُس کے غیض و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی، وہ قلعہ معلی سے نکل کر چاندنی چوک کی سنہری مسجد (جو آج بھی کوتوالی کے پاس ہے) میں آیا اور قتلِ عام کا حکم صادر کیا۔ اب کیا تھا حکم پاتے ہی آناً فاناً ایرانی سپاہیوں نے لوٹ مار اور غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ ہنگامۂ کشت و خون صرافہ اردو (یہ مقام لال قلعہ کے قریب تھا) سے پرانی عیدگاہ تک پھیلا ہوا تھا۔ خانم کا بازار، جامع مسجد کے قرب و جوار کا علاقہ، روئی فروشی اور جوہریوں کے بازار تباہ کر دیئے گئے۔ کئی مقامات پر آگ لگادی گئی، جس کسی کو گلی کوچوں، سڑکوں اور دکانوں پر پایا، چاہے وہ بڑا ہوتا یا چھوٹا، عورت یا مرد، اُسے تہِ تیغ کر دیا جاتا، یہاں تک کہ جانور تک بھی اس زد سے محفوظ نہ رہ سکے اور ہزاروں کی تعداد میں عورتیں مقید کر لی گئیں اور ہزاروں نے "جوہر" کیا۔ قتل اور غارت گری کا یہ بازار صبح آٹھ بجے سے سہ پہر تک گرم رہا۔ ایک لاکھ بیس ہزار افراد قتل ہوئے، پندرہ ہزار مجروح اور زخمی ہوئے[2]۔ طباطبائی نے لکھا کہ " دوپہر تک وہ زد و کشت ہوئی کہ خون کے نالے بہے اور مقتولوں کا شمار اندازہ قیاس سے باہر ہوا ...... لاشوں کی کثرت سے راہ میں وہ تعفن تھی کہ گذر دشوار ہوا۔ آخر صفائی کا حکم ہوا اور کوتوالِ شہر

[1] سیر المتاخرین (اُردو ترجمہ) ج ۲۔ ص ۱۰۹ [2] نادرشاہ (انگریزی) فریزر ص ۱۸ تا ۱۸۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے سب لاشیں جمع کرا کر بے تلاش ہندو مسلمان کے خس و خاشاک میں جلوا دیں" [1]

اشرف علی خاں پیام

دہلی کے کجکلاہ لڑکوں نے — کام عشاق کا تمام کیا
ایک عاشق نظر نہیں آتا — ٹوپی والوں نے قتلِ عام کیا [2]

مرزا عسکری!

تو نادر شاہ ہے ملکِ پری رویوں کا اے ظالم
جدھر بھر کر نظر دیکھے تو قتلِ عام ہو جائے [3]

معاصر لٹریچر میں اس غارتگری و تباہی کا بڑا دل دوز نقشہ ملتا ہے۔

تاریخ ہندی کے مصنف کا بیان ملاحظہ ہو:-

"چنانچہ سہ پاس قتلِ عام برخاص و عام بود۔ بروایتی عدد مقتولان قریب یک لکھ رسید ہرج و مرج بر مردم شاہ جہان آباد بدرجہ از دیاد رو داد۔ چناں چہ خانہ بوعلی کوکہ و خانہ تربیت خاں کہ از امرای عالی شان بود بتاراج رفت و حکیم امام الدین کہ سید برحق و بجالات حکمت و طبابت سر آمد حکما، روزگار بود و در جود و سخاوت ممتاز ایں دیار بود بمعہ توابعان بدرجۂ شہادت رسید۔ بروایتی حکیم علوی خان کہ در کمال علوم حکیمی وقت بود نیز ہم چناں شد، و بسیاری از علماء و صلحاء و حافظ قرآن و قرآ بدرجۂ شہادت فائز شدند۔ شہوار خاں، و سید نیاز خان و خوشحال رای مشرف تخت را دستگیر ساختہ شکم پارہ نمودہ و والہ بروبخاں قراول بیگی کہ از امرای قدیم و بمنصب ہزاری سرفرازی داشت بنا بر درشتی مخلصان خود را کشت" [4]

---

[1] سیر المتاخرین (اردو ترجمہ) ج ۲ ص ۱۱۰ [2] اقتباس بدائع وقائع (اورینٹل کالج میگزین ۱۹۴۱ء) ص ۱۳۳ (ب) [3] عیار الشعراء (قلمی) ص ۳۱۶
[4] تاریخ ہندی (قلمی) ص ۵۷۲ - ۵۷۳۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بقول اعظم خان بہادر :-

"عالم را سیوف آبدار ساختند وجہانے را چوں خس وخاشاک درہم شکستند، بسان دیوان عربدہ خوں وفیلان بدمست خوی تمیز از دست دادہ و نیک و بدیہیچ نشناختہ طفلان معصوم وزنانِ معصوم را دو لخت می ساختند، جانوران مجبور و وحشیاں معذور از تیغ بید ریغ آنہا پناہ نیافتند، بلکہ گربہ وسگاں را از دست شاں رہائی نیافتہ طعمۂ مرگ شدند، چہ گویم ازاں قتلِ عام وچہ نالم ازاں روز بدلہ انجام آں موکلان ملک الموت ونابینان عزرائیل بداں شکل وشمائل درکوچہ وبازار وخانہ ودیوار برآمدہ فیض ارواح عالم نمودہ دست بغارت کشادند، زر وجواہر وخزینہ ودفینہ ومال ومتاع کہ خراج مملکت اقسام نباش وتاراج کردند...... از جمیع اطراف شہر فراہم آمدہ درشہر پناہ وارد دوے معلی ومحلات چاندنی چوک وفیض اللہ بازار وجوہری بازار و دیگر امکنہ محفوظ ومحروس پنداشتند ، مال گزیدہ بود، ہمہ تلف وپائمال گشتند، ونَنگ وناموس غربا و اغنیا بدست آنہا گرفتار شدند، ہزاروں پری پیکر بدیع جمال کہ از عصمت گاہے بطرف خورشید ومہ درست نگاہ نکردہ پیش وپس آنہا در رستہ وبازار برہنہ بدتر ازا حوالِ خاکساران وگنہ گاران می رفتند۔ بجز آں کارنامہ دیگر انچہ اجمال واشتغال از طاقتِ بشری خود فراواں دیدند، حوالۂ آتش نمودند۔ شعلۂ آتش جوش برفلک رسیدہ ونائرۂ غضب درخروش اطراف عالم دویدہ زلزلۂ کلاں در تسخیر نمایاں آشکارہ بود۔ بقیۃ السیف ، اکثری از اہل ناموس علی الخصوص بیشتر از جوہریان وجوہر عزت خود آشکارا کردہ "جوہر" نمودند، بسیاری زناں بچہای خود را کشتند وداغ حسرت وخجالت وندامت باملامت بردند۔ برخون ودل جگر کون برداشتند[1]

---

[1] تاریخ مبارکنامہ (قلمی) ص ۱۴۹ (الف) و ۱۴۹ (ب)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مختصر یہ کہ محمد شاہ رنگیلے کی دلّی[۱] کے جو کوچے گلزار کی روِشوں سے خوبصورتی میں کسی طرح بھی کم نہ تھے، اور ہر ایک کوچہ دلاویز زُلف کے مانند تھا اور جس کے ہر محلّے میں بلبلوں کی سی شورانگیزی تھی، اُسے اب ایسی نظرِ بد لگی تھی کہ زلفِ بتاں کے مانند پریشان حال تھا اور بقول آنند رام مخلص "اپنی اصلی حالت پر دوبارہ آنے کے لیے اُسے ایک مدتِ دراز درکار ہوگی" آتش زدنی کی وجہ سے اب شہر خاک سیاہ ہوگیا ہے۔

دل سرو کارش برنگار رنگ داغ افتادہ است
ہمچو دہلی شہر خوبی بے چراغ افتادہ است[۲]

مختصر یہ کہ دلّی تباہ و برباد ہوگئی، بقول خواجہ برہان الدین عاصمی :-

چمن کے تخت پہ جس دن شہ و گُل کا تجمل تھا ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غُل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں بتایا باغباں رو رو کے یہاں غنچہ تھا واں گُل تھا[۳]

---

[۱] برائے تفصیل ملاحظہ ہو "مرقع دہلی" از درگاہ قلی خان - کلیاتِ میر - حدیقۃ الاقالیم - ص ۴۱

دلّی کے نہ تھے کوچے اوراقِ مصوّر تھے ÷ جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی
ہفت اقلیم ہر گلی ہے کہیں ÷ دلّی سے بھی دیار ہوتے ہیں
دلّی تھی طلسمات کی ہر جاگہ میر ÷ اِن آنکھوں سے ہم نے آہ کیا کیا نہیں دیکھا

[۲] وقائع آنند رام مخلص (قلمی) حصہ دوم ص ۱۷ (الف) تا ۱۸ (الف) - نیز ملاحظہ ہو - اقتباس بدائع وقائع (اورنٹیل کالج میگزین ماہ نومبر ۱۹۴۲ء) ص ۸۰

اب شہر ہر طرف سے میدان ہوگیا ہے ÷ پھیلا تھا اس طرح کا ہیکو یاں خرابا
کلیات میر ص ۲۹

[۳] نکات الشعرا - میر (مرتبہ مولوی عبدالحق) ص ۱۱۹ - نادر شاہ کے حملے اور دہلی کی تباہی و بربادی کے متعلق تفصیلی حالات کے لیے ملاحظہ ہو - مراۃ آفتاب نما (قلمی) ص ۱۵ (الف) نادر نامہ (قلمی) ص ۲۳ (الف) تا ص ۲۳ (ب) - وقائع آنند رام مخلص (قلمی) حصہ دوم ص ۱ (الف) تاریخ چغتائی (قلمی) ص ۲۰۶ - مجمع النفائس (قلمی) ص ۱۰۳، تاریخ مبارکنامہ (قلمی) ص ۱۴۶ (الف) و ۱۴۷ (ب) - سیر المتاخرین (اردو ترجمہ) ج ۲ - ص ۱۰۹ - ۱۱۰ -

(باقی ص ۵۳ پر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نادرشاہ نے اپنے لڑکے نصراللہ کی شادی شاہی خاندان کی ایک شہزادی سے رچائی۔ تاوان اور دیگر طریقوں سے نادرشاہ کے قبضے میں بے حساب دولت پہونچ گئی، چونکہ ایک طرح سے محمد شاہ کو اپنی گئی ہوئی سلطنت پھر سے ملی تھی اس لئے اس نے بطور پیش کش دریائے اٹک کے اُس طرف کے تمام علاقے مثلاً کابل اور دیگر چار محال، ٹھٹھ اور ملتان کا نصف صوبہ نادرشاہ کی خدمت میں پیش کیا جو اُس نے بڑی خوشی سے قبول کر لئے[1]

| نادرشاہ کے حملے کے نتائج | نادرشاہ کا حملہ اپنے اثرات ونتائج کے اعتبار سے بڑی تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔

پہلی بار ہندوستان سے بے حساب دولت، مغل بادشاہوں کی سات پشتوں کے جمع کئے ہوئے خزانے کسی بیرونی ملک کی طرف منتقل ہوئے اور انھوں نے ہندوستان کو اقتصادی طور پر بدحال کر دیا تھا۔

شیوداس لکھنوی کے اندازے کے مطابق سب زر ونقد، ساز ویراق، گھوڑے ہاتھی، سونے چاندی کے ظروف اور جواہرات وغیرہ جو نادرشاہ اپنے ساتھ لے گیا، ایک ارب اسّی کروڑ روپے کی مالیت کے تھے۔

اُن میں صرف تختِ طاؤس جو بقول آنندرام مخلص "آبروئے ہندوستان[2] تھا" سات کروڑ کی لاگت سے تیار ہوا تھا[3] اس حملے کے بعد، بقول شاکرخان ۔ "ہمہ مداخل کی فاحش پذیرفت ومخارج بحال ہیچ رونق درسلطنت نماند"[4]

(بقیہ صفحہ ۵۲) دیوان حسرت (قلمی) ص ۱۳۲ (ب) تا ۱۳۵ (ب) ۔ مجمع الاخبار (قلمی) ص ۲۵۲ (الف) عماد السعادت (قلمی) ص ۳۷ (ب) دیوان مصحفی (مرتبہ حسرت موہانی) ص۶۶، اخبار محبت (قلمی) ۴۷۸ تا ۴۷۹ ۔ بیان وقائع نادرشاہ (قلمی) ص۱۶ (الف) ۱۶ (ب) ۔ جہاں کشائے نادری (مطبوعہ ۱۲۹۲ھ) ص۲۴۱ ۔ حدیقۃ الاقالیم ص۴۴، شہرآشوب سودا ۔ حاتم، تاریخ محمدشاہی (قلمی) ص۱۲۹ (ب) ۱۳۰ (الف) نیز ۱۴۴ (الف) تاریخ مظفری (قلمی) ص۲۳۷ (ب) لیٹر مغلس (انگریزی) ج ۲، ۳۶۴ ۔ ۳۷۰، عیار الشعراء (قلمی) ص۳۱۶ ۔ فہرست خاندان مغلیہ (قلمی) ص۱۰۷ (ب)۔

[1] جہاں کشائے نادری ۔ ص۲۴۳ تاریخ شاکرخانی (قلمی) ص۴۷ تاریخ مبارکنامہ (قلمی) ص۱۵۵ (ب) تاریخ مظفری (قلمی) ج ۱ ۔ ص ۲۳۹ (الف) مجمع الاخبار (قلمی) ص۲۵۳ (الف) نادرشاہ ۔ فریزر ص$\frac{۲۲۲}{۲۲۶}$

[2] مراۃ الاصطلاح ۔ (قلمی) ص۶ (الف) [3] تاریخ فرخ سیر بادشاہ (قلمی مملوکہ جناب حسن عسکری صاحب ۔ پٹنہ) ص۲۶ ۔ نیز ملاحظہ ہو ۔ نادرشاہ (فریزر) ص۲۱۹ ۔ ۲۲۰ ۔ تذکرہ مشاہیر عالم ۔ تاریخ مبارکنامہ (قلمی) ص۱۵۲ (الف) ص۱۵۲ (ب) جہاں کشائے نادری ص۲۴۳ ۔ چہار گلزار شجاعی (قلمی) ص۳۰۵ [4] تاریخ شاکرخانی (قلمی) ص۴۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سیاسی اعتبار سے یہ حملہ اپنے نتائج کے لحاظ سے بہت خطرناک اور نقصان رساں ثابت ہوا، اُس نے مغلیہ بادشاہوں کے ظاہری وقار کو بڑا دھکا پہونچایا اور اُن کی کمزوری کو ظاہر کردیا۔ اُس کی وجہ سے ملک کی باغی سیاسی طاقتوں کو اُبھرنے کا سنہری موقع ملا۔ مرہٹہ۔ جاٹ۔ سکھ وغیرہ کی نظریں دہلی پر جمی ہوئی تھیں۔ مرزا مظہر جان جاناں کا بیان ہے کہ

"واز ہر طرف فتنہ قصد دہلی می کنند"[1]

مرہٹوں نے بنگال و بہار میں لوٹ مار و غارتگری شروع کردی، پنجاب میں سکھوں نے حالات کو بد سے بدتر کردیا۔ تاخت و تاراج کی وجہ سے تجارت کے راستے مسدود ہوگئے۔ زراعت تباہ و برباد ہوگئی۔ اس حملے کے دس سال بعد احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر مسلسل نو حملے کئے اور ملک کو خوب لوٹا کھسوٹا اور برباد کیا۔

جارج ہنری گرونز کا یہ بیان بہت اہم ہے کہ جنوبی ہند اور مرکز سے دور کے صوبوں میں اس حملے کے اُن سیاسی نتائج کو محسوس نہیں کیا گیا جو چند برسوں کے بعد ظہور پذیر ہوئے، اِس حملے نے مغلیہ سلطنت کے اقتصادی نظام کے علاوہ سیاسی اقتدار و صولت کو بہت بڑا دھکا پہونچایا تھا۔ حالاں کہ اورنگ زیب کے انتقال کے بعد سے ہی مغلیہ سلطنت کا اقتدار و وقار زوال کی طرف مائل تھا، لیکن اس خطرناک و تباہ کن حملے نے زوال کی اُس رفتار کو تیز تر کردیا، اور مغلوں کے رہے سہے اقتدار کو یک قلم ختم کردیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صوبہ داروں نے اپنے طرزِ عمل میں آزادانہ رویّہ اختیار کرلیا۔ بادشاہِ وقت کی مرضی کے خلاف اپنے صوبوں پر قابض رہنے لگے اور اس کی مرضی کے خلاف اپنے علاقوں میں جاگیرداروں کا تقرر کرنے لگے، علاوہ ازیں یہ صوبہ دار اپنے جانشین خود مقرر کرنے لگے، یہ طرزِ عمل و طریقہ کار ایسا تھا کہ اس سے بادشاہ اور صوبہ داروں کا عوام کی نظر میں وقار گر گیا۔[2]

میر محمد تقی میر اسی زمانے میں آگرہ سے دہلی آئے تھے اور یہاں خواجہ باسط کے توسط سے اُن کی رسائی امیر الامراء صمصام الدولہ[3] کے دربار میں ہوئی۔ نواب نے حقوق سابق پر نظر کر کے ایک روپیہ

[1] کلمات طیبات ص۵۴ [2] سفرنامہ (مقدمہ) ج ۱ ص ۲ نیز ص۲۷۵ تا ۲۷۷ [3] برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ ماثر الامراء۔ ج ۱، ص ۸۱۹ تا ص ۸۲۳۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روز اُن کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ لیکن نادر شاہ کے حملے کی خبر سُن کر محمد شاہ کی طرف سے جو لشکر مقابلہ کرنے کے لئے کرنال تک گیا، اُس میں صمصام الدولہ بھی تھے جو وہیں نادر شاہ کا مقابلہ کرتے ہوئے مارے گئے۔[1] اور میر کا یہ روزینہ بھی بند ہو گیا۔ میر نے حملۂ نادر شاہ کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے، اس سے قیاس ہوتا ہے کہ وہ اس کے شاہد عینی نہ تھے،

(ب) احمد شاہ ابدالی | احمد شاہ ابدالی نے نادر شاہ کے حملہ کے آٹھ سال بعد ۱۷۴۷ء سے ۱۷۶۹ء تک ہندوستان پر نو[2] حملے کئے۔ یہ حملے اپنے ہولناک نتائج اور مظالم کے اعتبار سے کسی طرح بھی نادر شاہ کے حملے سے کم نہ تھے۔ عام طریقے سے بدامنی اور بے اطمینانی کا دور دورہ تھا۔ ابدالی سپاہ کے ہاتھوں شرفاء کی بہو بیٹیوں کی عزت و عصمت بھی خطرے میں رہتی تھی۔ قدرت اللہ قاسم کا بیان ہے کہ خوب چند ذکا کے گھر کی مستورات نے ابدالیوں کے مظالم سے بچنے کے لئے "رسم جوہر" ادا کی تھی۔[3] سیکڑوں صاحبِ غیرت دہلی سے ترکِ وطن کر گئے اور یہاں سے نکل کر لکھنؤ، مرشد آباد، شاہ جہاں پور، ٹانڈہ یا حیدر آباد کا رُخ کرتے تھے، میر نے دہلی کی تباہی و بربادی کا حال بہت تفصیل سے اور دل دوز پیرائے میں لکھا ہے، خود اُن کا مکان بھی اس غارت گری میں منہدم ہوا تھا، اور انھیں بھی در در کی خاک چھاننی پڑی تھی۔

میر اُن تمام حملوں کے زمانہ میں دلّی میں موجود تھے، اُن کے بیانات کی روشنی میں ان حملوں کا حال مختصراً پیش کیا جاتا ہے۔

پہلا حملہ ۱۱۶۱ھ / ۱۷۴۷ء | یہ حملہ پنجاب پر ہوا۔ احمد شاہ ابدالی ہندوستان کی بدنظمی اور نظم و نسق کے انحطاط اور زوال پذیری سے ہمت افزا ہو کر ایک بڑی فوج کے ساتھ حملہ آور ہوا، یہ محمد شاہی دور تھا، اُس زمانے میں شاہ نواز خاں پسر زکریا خاں،[4] لاہور کا ناظم تھا، شاہ نواز خان، ابدالی سے مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑا ہوا۔

---

[1] ماثر الامراء ج ۲ ص ۵۵۸ ۔ سیر المتاخرین (اُردو ترجمہ) ج ۲ ص ۱۰۸ ۔ میر کی آپ بیتی ص ۹۲ [2] ہندوستانی مورخین نے صرف سات حملوں کا ذکر کیا ہے۔ [3] مجموعہ نغز۔ ج ۱۔ ص ۲۶۰، نیز ملاحظہ ہو۔ ج ۲۔ ص ۲۰، ۱۴۱

[4] زکریا خان کے دو لڑکے تھے، بڑا لڑکا میر یحییٰ خان درویشانہ زندگی بسر کرتا تھا اور چھوٹا لڑکا، جس کا اصلی نام مرزا پہلوی حیات اللہ خان تھا، نادر شاہ کی طرف سے شاہ نواز خان کے خطاب سے سرفراز ہو کر ملتان کا ناظم مقرر ہوا تھا۔

(باقی صفحہ آئندہ ۵۶ پر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابدالی شہر میں داخل ہوا اور اس کی سپاہ نے تباہی و بربادی کا دروازہ کھول دیا۔ وہاں کے باشندوں پر طرح طرح کے مظالم توڑے، اُن کی عزّت و ناموس خاک میں ملا دی، بے حساب مالِ غنیمت ابدالیوں کے ہاتھ لگا۔ ناظم اور اس کے خاندان سے تحصیل کردہ مال و متاع وزیرِ خلاصی کے علاوہ وہ تمام سامانِ حرب؛ جس میں بندوقیں، رہکلے، اور منجنیق شامل تھے، اُن کے قبضے میں آیا جو گذشتہ پچیس برسوں سے جمع تھا۔ اس مال و اسباب کی باربرداری کے لئے ابدالیوں نے شہر اور گرد و نواح کے تمام گھوڑے اپنے قبضے میں کر لئے تھے۔[1]

جب محمد شاہ بادشاہ کو اس امر کی خبر پہونچی تو اُس نے اپنے لڑکے احمد شاہ، کو مع وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان، صفدر جنگ اور ایشر سنگھ پسر راجا جے سنگھ سوائی والیٔ جے پور، ابدالی سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا، ابدالی نے سرہند پر قابض ہو کر اُس شہر کو خوب لوٹا کھسوٹا اور وہاں کے بے گناہ لوگوں کو تہ تیغ کر دیا۔[2] سرہند کے قریب طرفین کی افواج صف بستہ ہوئیں۔ جنگ شروع ہوئی۔ وزیر قمر الدین خاں ایک گولہ کی زد میں آ کر شہید ہوا۔ اس حادثہ کی وجہ سے ایشر سنگھ جیسے سرداروں کی ہمّت ٹوٹ گئی لیکن معین الملک[3] (جو قمر الدین خان کا لڑکا تھا) اور صفدر جنگ[4]، شہزادہ احمد شاہ کو ساتھ لے کر افغانوں سے بھڑ گئے اور انھوں نے

(بقیہ صفحہ ۵۵) معین الملک میر منو بن اعتماد الدولہ قمر الدین خان سے جنگ کرتے وقت کام آیا۔ برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ مآثر الامراء (فارسی) ج ۲ ص ۱۰۰، خزانۂ عامرہ۔ ص ۹۷ [5] سیف الدولہ عبد الصمد خان (برائے حالات ملاحظہ ہو۔ مآثر الامراء (فارسی) ج ۲ ص ۵۱۲ - ۵۱۷) کا لڑکا تھا اور اپنے والد کی زندگی ہی میں لاہور کا گورنر ہو گیا تھا۔ اس کا نظم و نسق، حسنِ سلوک اور عدل گستری زبان زدِ خاص و عام تھی۔ والد کے انتقال کے بعد ملتان بھی اس کے علاقے میں شامل کر دیا گیا تھا۔ نادر شاہ سے تابِ مقاومت نہ لا کر اُس نے نادر کو اپنا حاکم مان لیا تھا۔ ۱۱۵۸ھ میں انتقال ہوا۔ برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ مآثر الامراء (فارسی) ج ۲ ص ۳۴۳-۳۴۴

[1] خزانۂ عامرہ ص ۹۷، سیر المتاخرین (اردو ترجمہ) ج ۳ ص ۱۵ تا ۱۸۔ [2] خزانۂ عامرہ ص ۹۷-۹۸۔ [3] اصلی نام میر منو تھا۔ احمد شاہ ابدالی سے مقابلہ کے وقت اُس نے جان کی بازی لگا دی، فتح کے بعد "رستمِ ہند" کا خطاب پایا۔ اور ملتان اور لاہور کی صوبیداری ملی۔ ۱۱۶۰ھ میں جب احمد شاہ ابدالی نے پھر ہندوستان پر حملہ کیا تو معین الملک نے پہلے تو اس کا مقابلہ کیا اور بعد میں صلح کر کے اس کے نائب کی حیثیت سے صوبیداری کے عہدے پر بدستور سابق قائم رہا۔ بدہضمی کی وجہ سے فوت ہوا۔ برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ مآثر الامراء (فارسی) ج ۱ ص ۳۶۰۔ [4] میرزا مقیم نام، اور برہان الملک سعادت خاں (ملاحظہ ہو مآثر الامراء (فارسی) ج ۲ ص ۳۶۳-۳۶۶) کا بھانجا اور داماد تھا۔ محمد شاہ کے زمانے میں صفدر جنگ کا خطاب ملا اور صوبۂ اودھ کی نظامت تفویض ہوئی۔ برائے تفصیل۔ مآثر الامراء (فارسی) ج ۲ ص ۳۶۵-۳۶۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جان کی بازی لگادی اور ابدالیوں کو مار بھگایا۔[1]

سید محمد علی الحسینی نے میدانِ جنگ کا منظر ان اشعار میں پیش کیا ہے:-

درآں دشت پر محنت و ہولناک　　برآمیخت خونِ دو لشکر بہ خاک
تو گوئی درآں وادی سہم ناک　　زتیر یلاں سر برآورد خاک
دم تیغ چوں شعلہ آتش فشاں　　سناں ہا ز زخم یلاں خوں چکاں
نہادند پر خشم وکیں او بہم　　دلیرانِ جنگ آزما بیش وکم
زبس کشتہا پشتہا شد پدید　　دگر آں چناں روز گیتی نہ دید

سواراں ز ہر سو گریزاں شدند　　سلاح از تنِ خویش ریزاں شدند
بزرگانِ لشکر سرانِ سپاہ　　بہ خواری فتادند از عز و جاہ[2]

میر اس جنگ کے موقع پر رعایت خاں کی خدمت میں تھے۔ ابدالی فوج جب بری طرح ہار کر بھاگ گئی تو معین الملک لاہور کا ناظم مقرر ہوا۔ میر صفدر جنگ کے ساتھ دہلی واپس چلے آئے۔[3]

محمد شاہ کا انتقال اور احمد شاہ کی تخت نشینی واپسی کے وقت جب مغلیہ سردار پانی پت کے قریب پہونچے تو انہیں محمد شاہ کے انتقال کی خبر ملی۔ فوج شاہی میں اس خبر سے تہلکہ مچ گیا۔ صفدر جنگ نے احمد شاہ کو تختِ شاہی پر بٹھا دیا۔[4] احمد شاہ بڑے کر و فر سے شہر دہلی میں داخل ہوا اور ا

---

[1] برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ خلاصۃ التواریخ (قلمی آنند رام مخلص) ص ۱۴۱-۱۹۰، الملخص التواریخ ص ۳۵۷-۔ اقبال نامہ (قلمی۔ شیو پرشاد لکھنوی) ص ۳۳۵۔ جام جہاں نما (قلمی) ص ۴۹۷-۴۹۸۔ مفتاح التواریخ ص خزانۂ عامرہ ص ۹۸۔ سیر المتاخرین (اردو ترجمہ) ج ۳ ص ۱۸ مآثر الامراء (فارسی) ج ۲۔ ص ۱۹۔ وقائع بعد اورنگ زیب (قلمی) ص ۱۴۷-۱۴۸۔ [2] تاریخ راحت افزا۔ ص ۱۵۷، ۱۵۹ [3] میر کی آپ بیتی

[4] میر کی آپ بیتی۔ ص ۱۰۰-۱۰۱۔ تاریخ راحت افزا۔ ص ۱۵۹-۱۶۰۔ اقبال نامہ (قلمی شیو پرشاد لکھنوی) ص ۳۳۵۔ الملخص التواریخ ص ۲۶۰-۲۶۲۔ مفتاح التواریخ ص ۳۲۶-۳۲۷۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

موقع پر جاوید خاں کو، جو مرحوم بادشاہ (محمد شاہ) کا خواجہ سرا تھا، نواب بہادر کا خطاب ملا۔ اور اختیاراتِ سلطنت اُس کے سپرد ہوئے۔ [۱][۲]

صفدر جنگ کی وزارت | نظام الملک آصف جاہ کے فوت ہونے کے بعد عہدۂ وزارت صفدر جنگ کو ملا۔[۳] اور سادات خان ذوالفقار جنگ، بخشی گری کے منصب پر فائز کیا گیا۔ صفدر جنگ کی وزارت کے زمانے میں اندرونی خلفشار تیزی سے بڑھنے لگا۔ نئے بخشی نے راجا بخت سنگھ کو جو بڑا تجربہ کار اور نام برآوردہ زمیندار تھا اور اُس کا بڑا بھائی ابھے سنگھ ریاست جودھ پور پر متمکن تھا، صوبہ اجمیر کی نیابت دے کر بھائی کا مقابلہ کرنے کے لئے بھیج دیا۔ راجا نے رعایت خاں کو فوج کا سردار بنایا اور اپنے ساتھ لے گیا۔ اس موقع پر میر بھی رعایت خاں کے ہمراہ اجمیر گئے اور درگاہ مبارک کی زیارت سے سعادت اندوز ہوئے اور اجمیر کے نواح کی سیر کر کے واپس چلے آئے۔[۴]

صفدر جنگ۔ بنگش اور روہیلہ خاندانوں سے پرانی عداوت رکھتا تھا اور وہ دونوں خاندانوں کو ملیامیٹ کرنے کے منصوبے بہت دنوں سے بنا رہا تھا۔ آخر اس نے یہ ترکیب کی کہ علی محمد خاں[۵] بنگش کے انتقال کے بعد، اس کے جانشین قائم خاں بنگش کے نام اس نے روہیلکھنڈ کی گورنری کا فرمان بادشاہ سے لکھوا کر بھیج دیا۔ اور یہ لکھ دیا کہ اس علاقہ پر تم قبضہ کر لو۔ ادھر روہیلہ سرداروں کو لکھ بھیجا کہ وہ قائم خان

---

۱ برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ مآثر الامراء (فارسی) ج ۱۔ ص ۳۶۲ - ۳۶۷ - مفتاح التواریخ۔ ص ۳۳۳

۲ میر کی آپ بیتی۔ ص ۱۰۱ - ۳ مفتاح التواریخ ص ۳۲۷ - ۳۲۹ - مآثر الامراء (فارسی) ج ۲ ص ۳۳۸ - ۳۴۸ - خزانۂ عامرہ۔ ص ۳۵ - ۳۸ - گلِ عجائب۔ ص ۲۱ - ۲۲ - ۴ میر کی آپ بیتی۔ ص ۱۰۴

۵ بہادر شاہ کے عہد تک وہ مین پوری کے راجا کے ہاں ایک سپاہی کی حیثیت سے ملازم تھا۔ رفتہ رفتہ اس نے ترقی کی اور راجا نے اس کا ایک روپیہ اور بعد میں پانچ روپیہ یومیہ مقرر کر دیا تھا۔ فرخ سیر کے زمانے میں اُس نے کارِ نمایاں انجام دئے اور شاہی ملازمت حاصل کر لی۔ اور مالوہ کی صوبیداری ملی، اس کے پاس پچاس ہزار فوج تھی۔ اُس نے فرخ آباد کے ارد گرد کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ نادر شاہ سے جنگ کے موقع پر وہ میدانِ جنگ میں محمد شاہ کے ساتھ گیا تھا۔ ۱۱۵۶ھ میں فوت ہوا۔ برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ مفتاح التواریخ۔ ص ۳۴۹ - اقبال نامہ (قلمی) ص ۱۶۲ - ۱۶۹ - مآثر الامراء (فارسی) ج ۳۔ ص ۷۷۱ - جامِ جہاں نما (قلمی) ص ۴۹۳ - ۴۹۷ - تاریخ راحت افزا۔ ص ۱۲۰ - ۱۲۱ -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کاڈٹ کر مقابلہ کرلیں۔ قائم خان نے وزیر کی پشت پناہی کے زعم میں آکر روہیلہ افغانوں پر حملہ کردیا اور میدانِ جنگ میں کام آیا۔[۱] بعدازیں صفدر جنگ نے قائم خان کی املاک کی ضبطی کی غرض سے فرخ آباد کے لئے کوچ کیا۔ میر بھی اسحاق خان نجم الدولہ کے ساتھ اس نواح کی سیر کو گئے۔ قائم خان کے چھوٹے بھائی احمد خان اور وزیر کے درمیان بھاری جنگ ہوئی اور وزیر کو منھ کی کھانی پڑی۔ اسحاق خان بھی قتل ہوئے میر اس ہارے ہوئے لشکر کے ساتھ بڑی زحمت اُٹھا کر شہر (دہلی) واپس آئے۔[۲]

بعدازیں ۱۷۵۱ء میں صفدر جنگ نے مرہٹہ سرداروں۔ ملہار راؤ ہلکر اور اپا سیندھیا۔ کو کثیر رقم کا لالچ دے کر اپنے ساتھ کرلیا اور دو لاکھ فوج لے کر دوبارہ فرخ آباد پر حملہ کیا۔ اس بار احمد خان بنگش کو شکست ہوئی۔ لیکن اس شرط پر صلح ہوگئی کہ احمد خان، صفدر جنگ کو پچاس لاکھ روپیہ بطور تاوانِ جنگ اور پانچ لاکھ سالانہ شاہی خراج ادا کرے گا۔[۳]

نواب بہادر کا بادشاہ پر اتنا اثر تھا کہ اس نے ذوالفقار جنگ کو میر بخشی کے عہدہ سے معزول کرادیا۔ امیر الامرائی کا منصب غازی الدین خان فیروز جنگ پسر نظام الملک آصف جاہ کو عنایت ہوا۔ اس کے انتقال کے بعد بخشی گری کی خدمت اُس کے لڑکے عماد الملک کو تفویض ہوئی۔[۴] ان حالات سے تنگ آکر ان دنوں میر نے گوشہ نشینی اختیار کرلی اور پڑھنے میں لگ گئے۔[۵]

صفدر جنگ نے دھوکے سے نواب جاوید خان بہادر کو مروا ڈالا۔[۶]

---

[۱] مآثر الامراء (فارسی) ج ۳۔ص ۷۷۲۔۷۷۴، مفتاح التواریخ۔ص ۳۵۰۔ حیات حافظ رحمت خان ص ۴۰۔ میر کی آپ بیتی۔ص ۱۰۴۔ وقائع بعد از وفات عالمگیر (قلمی) ص ۱۵۱ (الف) ۱۵۲ (ب) جام جہاں نما (قلمی) ص ۴۹۹۔۵۰۰۔ [۲] میر کی آپ بیتی۔ص ۱۰۴۔۱۰۵۔ وقائع بعد از وفات عالمگیر (قلمی) ص ۱۵۲ (الف) تا ۱۵۶
[۳] میر کی آپ بیتی۔ص ۱۰۵، حیات حافظ رحمت خان۔ص ۵۱۔۵۲۔ مآثر الامراء (فارسی) ج ۳۔ص ۷۷۲، وقائع بعد از وفات عالمگیر (قلمی) ص ۱۵۲ (الف) جام جہاں نما (قلمی) ص ۵۰۰۔۵۰۱۔ تاریخ راحت افزا۔ص ۱۶۹۔۱۷۰۔ ملخص التواریخ۔ص ۳۷۱۔۳۷۲۔ [۴] میر کی آپ بیتی۔ص ۱۰۵ [۵] ایضاً۔ص ۱۰۵ [۶] ایضاً ص ۱۰۶۔ جام جہاں نما (قلمی) ص ۵۰۱۔۵۰۲۔ تاریخ راحت افزا۔ص ۲۷۳۔ وقائع بعد از وفات عالمگیر (قلمی) ص ۱۵۷ ب تا ۱۶۰ الف۔ مفتاح التواریخ۔ص ۳۳۳ مآثر الامراء (فارسی) ج ۱۔ص ۳۶۲۔۳۶۷۔ ملخص التواریخ۔ص ۳۸۸۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسرا حملہ ۱۱۶۲ھ / ۱۷۵۰ء احمد شاہ ابدالی نے دوسری مرتبہ پنجاب پر حملہ کیا۔ احمد شاہ بادشاہ کے ایماء پر وزیر صفدر جنگ نے ابدالی سے مقابلہ کرنے کی غرض سے مرہٹوں کی امداد حاصل کی لیکن اس امر سے کوئی بارآور نتیجہ نہ نکلا۔ لاہور کے ناظم معین الملک نے ابدالی سے صلح کرلی۔ احمد شاہ ابدالی نے' نادر شاہ کی طرح' سیالکوٹ' گجرات اورنگ آباد اور پسرور کے چاروں محال' جن کی سالانہ آمدنی ۱۴ لاکھ روپئے تھی' اپنے قبضے میں کرلئے' صلح نامہ کی رو سے ان محالوں کی سالانہ آمدنی ابدالی کو بطور پیش کش ادا ہونا طے پایا۔ علاوہ ازیں معین الملک نے سندھ کے مغربی علاقے ابدالی کے حوالے کردیئے[1] بقول مصنف "تاریخ احمد شاہ" مرکزی حکومت کی ہدایت کے مطابق معین الملک نے یہ علاقے احمد شاہ ابدالی کے سپرد کئے تھے[2]

تیسرا حملہ[3] ۱۱۶۵ھ / ۱۷۵۱ء پچھلے صلحنامہ کی رُو سے سالانہ پیش کش کا روپیہ ادا نہیں کیا گیا تھا۔ ابدالی نے اس وجہ سے ۱۷۵۱ء میں پھر حملہ کردیا۔ جب معین الملک کو ابدالی حملے کی خبر ملی تو اُس نے اس بلا کو ٹالنے کی غرض سے فوراً ابدالی کی خدمت میں نو لاکھ روپے بھیج دیئے۔ لیکن چونکہ مطالبہ چودہ لاکھ کا تھا، بنابریں احمد شاہ ابدالی نے پیش قدمی جاری رکھی، معین الملک نے شہر سے نکل کر ابدالی کا مقابلہ کیا اور شکست کھا کر ابدالی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کے درمیان ازسرنو ایک سمجھوتہ ہوا۔ معین الملک نے جان بخشی کے عوض دس لاکھ روپیہ دینا منظور کیا۔ مزید برآں اُس علاقے کے بدلے میں دس لاکھ روپے کی ادائیگی طے ہوئی جو اُس کے حوالے کیا گیا تھا، اس کے علاوہ ہندوستان سے واپس چلے جانے کے صلے میں دس لاکھ روپیہ اور دیا گیا۔ شاہ ابدالی نے ملتان اور لاہور کے صوبے اپنے علاقے میں شامل کرلئے[4]

چوتھا حملہ ۱۱۷۰ھ / ۱۷۵۲ء احمد شاہ ابدالی نے کشمیر کے حاکم سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کے اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرلے، حاکمِ کشمیر نے جب اس مطالبے کو رد کردیا تو ابدالی نے ۱۷۵۲ء میں چوتھی مرتبہ ہندوستان پر حملہ کیا۔ رنجیت دیو (۱۷۳۵ء - ۱۷۸۱ء) راجا جموں نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن آخر میں نتیجہ شکست ہی

[1] خزانۂ عامرہ ص ۹۸ - مخلص التواریخ ص ۳۷۰ - ۳۷۱ - تاریخ احمد شاہ (قلمی) ص ۶ ب - ۷ الف۔
[2] ایلیٹ ڈوسن (انگریزی) ۸ج' ص ۱۱۴ - ۱۱۵ - [3] برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ احمد شاہ درانی (انگریزی) ص ۱۰۱ - ۱۲۷ - مغلیہ سلطنت کا زوال (انگریزی) ۱ج - ص ۴۲۷ - ۴۲۸ - [4] خزانۂ عامرہ ص ۹۸ - ۹۹ - مخلص التواریخ - ص ۳۸۵ - ۳۸۸ - مآثر الامراء (فارسی) ۲ج - ص ۴۱۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں نکلا۔ اور کشمیر شاہ ابدالی کے قبضے میں چلا گیا۔[1]

احمد شاہ بادشاہ اور صفدر جنگ وزیر نواب بہادر کے قتل کے بعد سے بادشاہ اور وزیر کے تعلقات کشیدہ ہو گئے تھے اور وزیر کے دل میں بادشاہ کی طرف سے بدظنی پیدا ہو گئی تھی۔" وزیر نے بادشاہ سے بغاوت کر دی۔ ہر چند صلح کی کوشش کی گئی لیکن اُس نے امارت کے گھمنڈ میں اپنا سر نیچا نہ کیا۔ مجبوراً بادشاہ نے اُسے سزا دینے کا ارادہ کیا۔ صفدر جنگ شہر سے نکل کر اپنے خداوند نعمت (احمد شاہ) سے جنگ کرنے پر تُل گیا۔ ادھر عماد الملک (جو نظام الملک آصف جاہ کا پوتا تھا) اور بخشی گری پر مامور تھا۔ نیز اس کے ماموں اور انتظام الدولہ اور شاہی فوج کے دوسرے سرداروں نے شہر کی حفاظت کی۔ پُرانا شہر تو سب تاراج ہو گیا۔ چھ مہینے تک جنگ جاری رہی لیکن شاہی فوج نے ایسی جی توڑ کوشش کی کہ میدان مار لیا اور باغی وزیر کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ مجبور ہو کر اُس نے صلح کا پیغام بھیجا۔ بادشاہ نے اُس کی شکست ہی کو غنیمت جان کر اُسے اُس کے صوبے (اودھ)[2] کی گورنری مرحمت کر دی اور وزیر انتظام الدولہ ہوا۔"[3]

احمد شاہ بادشاہ کا قتل اور عالمگیر ثانی کی تخت نشینی انتظام الدولہ کے قتل کے بعد قلم دانِ وزارت عماد الملک کے سپرد ہوا۔ اُس نے بادشاہ کو تختِ شاہی سے معزول کر دیا اور قید کر کے احمد شاہ بادشاہ اور اس کی ماں کی آنکھوں میں سلائیاں پھروا دیں۔[4] میر نے اپنے ایک شعر میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے ؎

شہاں کہ کحل جواہر تھی خاک پا جن کی ⁂ اُنھیں کی آنکھوں میں پھرتے سلائیاں دیکھیں[5]

---

[1] احمد شاہ درانی (انگریزی) ص ۱۰۱-۱۲۷، ISLAMIC CULTURE, VOL 17 NO 4 PP 499-500 [2] انتظام الدولہ نواب قمر الدین خاں وزیر (متوفی ۱۷۴۷ء) کا بڑا لڑکا تھا۔ مارچ ۱۷۵۳ء میں وزیر ہوا اور مئی ۱۷۵۳ء تک اس عہدے پر متمکن رہا۔ ۱۷۵۴ء میں اپنے عزیزوں کے ہاتھوں مقتول ہوا۔ مآثر الامراء (فارسی) ج ۱۔ ص ۳۶۱ [3] میر کی آپ بیتی۔ ص ۱۰۶-۱۰۷۔ ملخص التواریخ۔ ص ۳۸۹-۳۹۲، تاریخ راحت افزا۔ ص ۲۷۳ [4] میر کی آپ بیتی۔ ص ۱۰۹ جام جہاں نما (قلمی) ص ۵۰۲ ملخص التواریخ۔ ص ۳۹۵ تاریخ راحت افزا۔ ص ۲۹۲۔ تاریخ احمد شاہ

[5] کلیات میر (نول کشور) ص ۸۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعد ازیں عزیز الدین بن معز الدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بن اورنگ زیب کو عالمگیر ثانی کے لقب سے تخت پر بٹھایا گیا۔[۱]

میر | نواب بہادر جاوید خان کے قتل ہونے کے بعد میر بے روزگار ہو گئے تھے۔ مہانرائن نے (جو وزیر کے دیوان تھے) اپنے داروغہ دیوان خانہ میر نجم الدین علی سلام کے ہاتھ جو میر شرف الدین پیام کے لڑکے تھے،[۲] کچھ نقدی بھیجا اور بڑے اشتیاق سے میر کو اپنے ہاں بلایا۔ میر نے اس ملازمت کو قبول کر لیا اور اس طرح کچھ دن فراغت سے بسر کئے۔[۳]

انھیں دنوں میں زمانے کی ناسازگاری سے تنگ آ کر میر نے اپنے ماموں (سراج الدین علی خان آرزو[۴]) کی ہمسائگی ترک کر دی کیونکہ آرزو میر کو ہلکی نظر سے دیکھتے تھے اور بُرا برتاؤ کرتے تھے۔ اور امیر خان کی حویلی میں سکونت اختیار کی۔[۵]

جس زمانے میں عماد الملک نے سورج مل جاٹ پر یورش کی تھی۔ اور بادشاہ احمد شاہ بھی شہر (دہلی) سے نکلا تھا۔ اور دریائے جمنا سے بیس میل اُدھر سکندر آباد کے قریب ڈیرے ڈال دیئے تھے لیکن یہ خبر سُن کر کہ سرداران دکن اور عماد الملک نے سورج مل سے گٹھ جوڑ کر لیا ہے اور وہ شاہی لشکر کو لوٹنے

---

[۱] جام جہاں نما (قلمی) ص ۵۰۲، ملخص التواریخ ص ۳۹۵ تاریخ راحت افزا ص ۲۹۲، ۲۹۳ [۲] اکبر آباد کے باشندے۔ فارسی کے شعراء میں اپنا ایک خاص مقام رکھتے تھے، ریختہ میں بھی شعر کہتے تھے اور صاحب دیوان تھے ۱۱۶۶ھ میں انتقال ہوا۔ ملاحظہ ہو، نکات الشعراء۔ ص ۶۶۔ تذکرہ ریختہ گویان۔ ص ۶۶۔ مخزن نکات ص ۲۲ - ۲۳ - ریاض الفصحا۔ ص ۵۲۔ سفینۂ ہندی۔ ص ۲۷۔ [۳] میر کی آپ بیتی۔ ص ۱۰۶۔

[۴] سراج الدین خاں آرزو، حسام الدین حسام کے بیٹے تھے، اُن کا سلسلۂ نسب شیخ کمال الدین خواہرزادہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی (خلیفہ شیخ نظام الدین اولیاء) تک پہونچتا ہے، اور ننھیال کا سلسلہ شیخ محمد غوث گوالیاری پر منتہی ہوتا ہے۔ آرزو ۱۱۰۱ھ ۱۶۸۹ء میں پیدا ہوئے۔ ۲۳ ربیع الثانی ۱۱۶۹ھ ۱۷۵۵ء کو لکھنؤ میں انتقال کیا، اُن کی نعش دہلی لا کر دفن کی گئی۔ ملاحظہ ہو۔ نکات الشعراء، ص ۳۔ خزانۂ عامرہ۔ ص ۱۱۷ تا ۱۱۹۔ قاموس المشاہیر ۱، ص ۲۸۵۔ سفینۂ ہندی۔ ص ۵۔ تذکرہ ریختہ گویان۔ ص ۶ اورینٹل کالج میگزین (نومبر ۱۹۴۳ء) جلد ۲۰ عدد ۱، ص ۳ تا ۲۵۔ میر کی آپ بیتی۔ ص ۱۰۹ - ۱۱۰۔ [۵] میر کی آپ بیتی۔ ص ۱۰۷۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور برباد کرنے کے لئے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر چل پڑے ہیں تو بادشاہ مضطرب و سراسیمہ ہو کر بھاگ کھڑا ہوا، اس سفرِ وحشت اثر میں میرؔ بھی احمد شاہ بادشاہ کے ہمراہ تھے، واپس آکر میرؔ گوشہ نشین ہو گئے تھے۔[1]

دو تین مہینے کے بعد راجا جگل کشور[2] میرؔ کو گھر سے بلا کر لے گئے۔ اور اپنے اشعار پر اصلاح کی خدمت سپرد کی، مگر راجا کے اشعار ایسے نہ تھے کہ ان کی اصلاح کی جا سکتی۔ لہٰذا میرؔ نے "ان کی اکثر تصنیفات پر خط کھینچ دیا"[3]

میرؔ نے ابدالی کے چوتھے اور پانچویں حملے میں امتیاز نہیں کیا۔ اُن کا بیان ہے کہ احمد شاہ ابدالی سرہند سے شکست کھا کر واپس چلا تو گیا لیکن ہندوستان فتح کرنے کی ترکیبیں برابر سوچتا رہا۔ بھاری لاؤ لشکر کے ساتھ لاہور آیا۔" وہاں کے وضیع و شریف لوگوں نے کون سا ستم تھا جو نہ جھیلا اور کون سی جفا تھی جو نہ سہی۔ کوئی روکنے والا تو تھا نہیں، وہاں سے ابدالی نے دلّی کا قصد کیا۔

معین الملک پہلے ہی مغلوب ہو چکا تھا۔ اور کچھ دنوں بعد گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ ابدالی کی آمد آمد سے سب کے اوسان خطا ہو گئے۔ بادشاہ اور وزیر سے کچھ بن نہ پڑا۔ آخر اس کی پذیرائی کے لئے بڑھے اور قید کر لئے گئے .... تقریباً ایک مہینے تک شہر میں رسد کی تنگی رہی اور بعد ازیں احمد شاہ نے عالمگیر ثانی کو سلطنت سپرد کی۔ اور وزیر عماد الملک کو ساتھ لے کر آگرہ کا رُخ کیا۔ اس کی فوج نے لُوٹ مار شروع کر دی۔ متھرا شہر .... (جو) بڑا پُررونق اور آباد شہر تھا۔ سب برباد ہو گیا۔ جب ہوا متعفن ہو گئی تو شاہ ابدالی نے طاعون کے خوف سے سورج مل کے معاملے کو ملتوی کر کے دفعتاً کوچ کر دیا۔ اور محمد شاہ کی بیٹی سے عقد کر کے بالا بالا نکل گیا۔[4]

---

[1] میرؔ کی آپ بیتی۔ ص ۱۰۹۔ [2] راجا جگل کشور محمد شاہ کے زمانے میں وکیل بنگالہ تھے اور بڑی جاہ و حشمت سے زندگی بسر کرتے تھے۔ میرؔ کی آپ بیتی۔ ص ۱۱۱ [3] میرؔ کی آپ بیتی۔ ص ۱۱۰

[4] میرؔ کی آپ بیتی۔ ص ۱۱۱ - ۱۱۳

© rasailojaraid.com